سترھواں فقہی سمینار

☆ ماحولیات کا تحفظ

☆ تعلیم گاہوں میں جنسی تعلیم

☆ روزہ میں جدید طریقۂ علاج کا استعمال

☆ مسافت سفر کا آغاز

☆ جائے ملازمت کا حکم

سوالنامہ:

مفطرات صوم اور عصر حاضر کے بعض مسائل

اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم رکن روزہ ہے، روزہ صبح صادق سے غروب آفتاب تک اکل وشرب اور جماع سے رکے رہنے کا نام ہے، اکل وشرب کا لفظ معروف ہے اور عام آدمی بھی اس کے متبادر مراد ومفہوم سے واقف ہے، کھانے اور پینے میں بنیادی طور پر حلق کے راستہ سے قابل خورد ونوش اشیاء انسان کے معدہ تک پہنچتی ہیں، فقہاء نے اس کو سامنے رکھتے ہوئے اجتہاد سے کام لے کر اکل وشرب کے دائرہ کو وسیع فرمایا ہے اور کسی بھی چیز کے فطری منافذ کے ذریعہ جوف معدہ یا جوف دماغ تک پہنچنے کو ناقض صوم قرار دیا ہے۔

اس پس منظر میں قدیم فقہاء نے ناک، کان، آنکھ اور آگے اور پیچھے کے راستہ سے جسم میں داخل ہونے والی اشیاء سے روزہ ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے کا ذکر ہے، نیز ان میں سے بعض صورتوں میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے بھی پایا جاتا ہے، فقہاء نے عام طور پر فطری منفذ اور غیر فطری منفذ کے درمیان فرق کیا ہے، اس بات کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ داخل ہونے والی شئ کسی جوف میں جا کر قرار پذیر ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟ نیز اس پر بھی بحث کی گئی ہے کہ مجوف اعضاء سے کون سے اعضاء مراد ہیں؟ اس موضوع کا تعلق ایک حد تک طب اور علم التشریح سے بھی ہے، مثلاً دماغ کو قدیم اطباء جوف مانتے تھے، غالباً اسی پس منظر میں فقہاء نے جوف دماغ اور جوف بطن کا ذکر کیا ہے، لیکن موجودہ دور میں سائنسداں جوف دماغ کے قائل نہیں ہیں، یعنی وہ دماغ کے اندر کوئی ایسا مجوف حصہ نہیں مانتے جس میں داخل ہو کر کوئی شئ ٹھہر جائے اور قرار پذیر ہو۔

میڈیکل سائنس کی ترقی اور طریقہ علاج میں بعض اختراعات نے کچھ نئے مسائل پیدا کردیئے ہیں، جن پر قرآن وحدیث کے ارشادات اور سلف صالحین کے مقرر کئے ہوئے اصول واجتہادات کی روشنی میں غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے، اسی طرح کے چند سوالات آپ کی خدمت میں پیش ہیں:

۱- امراض قلب سے متعلق بعض دوائیں وہ ہیں جنہیں نگلا نہیں جاتا بلکہ زبان کے نیچے دبا کر رکھا جاتا ہے، اگر روزہ کی حالت میں اس طریقہ پر مذکورہ دواء کا استعمال کیا جائے اور اس دواء کو یا لعاب میں مل جانے والے اس کے اجزاء کو نگلنے سے بچا جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا، یہ مفسد صوم ہوگا یا نہیں؟

۲- جن لوگوں کو تنفس کا مرض ہو انہیں بعض اوقات انہیلر استعمال کرنا پڑتا ہے، انہیلر کے ذریعہ ہوا اور اس کے ساتھ دوا- جو غالباً سفوف کی شکل میں ہوتی ہے- کا نہایت مختصر جزء پھیپھڑے تک پہنچایا جاتا ہے، گویا یہ جاتا تو حلق کے راستہ ہی سے ہے، لیکن معدہ میں نہیں جاتا بلکہ پھیپھڑے میں جاتا ہے، کیا روزہ کی حالت میں اس کا استعمال درست ہوگا؟

۳- بعض دوائیں بھاپ کے ذریعہ اندر لی جاتی ہیں، اس کا ایک سادہ طریقہ تو وہی ہے جو قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے کہ ابلتے ہوئے گرم پانی میں دوا ڈال دی جاتی ہے اور اس سے نکلنے والی بھاپ کو ناک اور منہ کے ذریعہ کھینچا جاتا ہے، آج کل اس کے لئے بعض مشینی طریقے بھی ایجاد ہوئے ہیں، کیا اس طرح بھاپ کا لینا درست ہوگا؟

۴- موجودہ دور میں جسم کے اندر دواؤں کے پہنچانے کی ایک صورت انجکشن کی اختیار کی گئی ہے، جو جسم کے مختلف حصے میں لگائے جا سکتے ہیں، انجکشن کے ذریعہ دوا کسی خاص حصہ میں بھی پہنچائی جاتی ہے اور رگوں میں بھی پہنچائی جاتی ہے، تاکہ خون کے ساتھ پورے جسم میں اس کی رسائی ہو جائے، پھر بعض انجکشن محض دوا کی ضرورت پوری کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو جسم کی غذا کی ضرورت پوری کرتے ہیں، پس انجکشن کے ذریعہ جسم کے اندر دوا پہنچانا یا جسم کی غذائی ضرورت کو پوری کرنا مفسد صوم ہے یا نہیں یا اس سلسلہ میں کچھ تفصیل بھی ہے؟

۵- جسم میں نمکیات کی کمی کو پورا کرنے اور غذا سے مطلوبہ قوت فراہم کرنے کے لئے ''گلوکوز'' چڑھایا جاتا ہے، یہ چونکہ ایک حد تک غذا کا متبادل ہے، اس لئے اس سے بھوک کا احساس کم ہو جاتا ہے اور بھوک کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری سے بھی آدمی محفوظ رہتا ہے، روزہ کی حالت میں کیا اس طرح گلوکوز کا استعمال درست ہوگا، جبکہ یہ فطری منفذ سے داخل نہیں کیا جاتا، لیکن اس کی وجہ سے ترک اکل وشرب سے پیدا ہونے والی کیفیت بھی انسان کے اندر متحقق نہیں ہوتی۔

۶- بعض سیال یا غیر سیال دوائیں پیچھے کے راستہ سے اندر پہنچائی جاتی ہیں، اسی طرح بواسیر کے مرض میں اندرونی مسوں پر مرہم لگایا جاتا ہے، اور امراض معدہ کی تحقیق کے لئے بعض آلات بھی اندر داخل کئے جاتے ہیں، یہ صورتیں روزہ کے لئے مفسد ہوں گی یا نہیں؟

۷- آگے کی راہ سے بھی بعض اشیاء اندر تک پہنچائی جاتی ہیں، جیسے مرد وعورت کے جسم میں مثانہ تک نلکی پہنچائی جاتی ہے، بعض امراض میں خواتین کی شرمگاہ میں سیال یا جامد دوا رکھی جاتی ہے یا مرض کی تحقیق کے لئے بعض آلات رحم تک پہنچائے جاتے ہیں، یہ صورتیں ناقض صوم ہیں یا نہیں؟

☆☆☆

سوالنامہ:

قصر واتمام کے مسئلہ میں کیا مکہ ومنیٰ ایک شہر شمار ہوگا؟

اس سے پہلے اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے بعض سمیناروں میں حج سے متعلق بعض مسائل پر بحث وتحقیق کے بعد فیصلے کئے گئے تھے، اس وقت بھی حج سے متعلق ایک اہم مسئلہ پر شرعی بحث وتحقیق کے لئے آپ حضرات کو زحمت دی جارہی ہے، امید ہے کہ مسئلہ کی اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے پوری تحقیق وتفصیل سے جوابات تحریر فرمائیں گے، انشاء اللہ آپ حضرات کی تحقیق اور علمی ریاضت زیر بحث مسئلہ میں کسی نتیجہ تک پہنچنے میں اکیڈمی کے لئے معاون ثابت ہوگی۔

یہ بات اہل علم پر مخفی نہیں کہ عہد نبوی ﷺ اور اس کے بعد کے ادوار میں منیٰ کی آبادی مکہ مکرمہ سے بالکل الگ اور خاصے فاصلے پر تھی، مکہ مکرمہ اور منیٰ کو دو الگ آبادیاں شمار کیا جاتا تھا، اس لئے اگر کوئی شخص مکہ اور منیٰ دونوں میں ملا کر پندرہ ایام کے قیام کی نیت کرتا تھا تو بھی اس پر مسافر کے احکام جاری ہوتے تھے اور وہ مقیم کی امامت میں نماز ادا نہ کرنے کی صورت میں قصر کرتا تھا۔ یہ بات بھی اہل علم جانتے ہیں کہ حنفیہ کے نزدیک مسافر کے لئے قصر رخصت نہیں ہے بلکہ عزیمت ہے۔

ادھر چند سالوں سے صورت حال میں تبدیلی آئی ہے، مکہ مکرمہ کی آبادی بڑھتے بڑھتے منیٰ بلکہ اس سے آگے تک پہنچ چکی ہے اور منیٰ سرکاری طور پر بلدیہ مکہ مکرمہ کا حصہ قرار پاچکا ہے، اس صورت حال نے ایک بڑا اہم فقہی سوال یہ پیدا کردیا ہے کہ کیا اب بھی مکہ اور منیٰ الگ الگ آبادیاں مان کر وہی فتوی دیا جائے جو ماضی میں تھا کہ اگر ایک شخص مکہ اور منیٰ دونوں کو ملا کر پندرہ دن یا اس سے زائد قیام کی نیت کرتا ہے تو وہ شرعاً مسافر ہی رہے گا، اور اس پر قصر لازم ہوگا، کیونکہ عہد نبوی ﷺ اور قرون سابقہ میں ایسا ہی تھا یا صورت حال کی تبدیلی اور واقعاتی اور سرکاری دونوں سطح پر مکہ مکرمہ میں منیٰ کی شمولیت کی وجہ سے دونوں کو ایک آبادی تصور کیا جائے گا اور اگر دونوں کر ملا کر پندرہ یوم یا اس سے زائد قیام کا ارادہ ہو تو ایسے شخص کو مقیم مانا جائے گا اور اس پر مقیم کے احکام جاری ہوں گے؟

غالباً آپ کے علم میں یہ بات ہوگی کہ اس مسئلہ میں برصغیر کے علماء میں ایک سے زائد آراء پائی جاتی ہیں، اس کی وجہ سے حج پر جانے والے حضرات خاص طور پر کشمکش کا شکار ہوتے ہیں کہ کس رائے کو اختیار کرکے اس پر عمل کریں؟ اس لئے اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ دونوں آراء اور ان کے دلائل کا باریک بینی سے مطالعہ کرکے کوئی رائے قائم کی جائے اور ترجیحی رائے کے دلائل ووجوہ بھی تفصیل سے لکھے جائیں تاکہ اکیڈمی کو فیصلے تک پہنچنے میں سہولت ہو۔

☆☆☆

سوالنامہ

مسافت سفر کا شمار کہاں سے ہوگا؟

آبادی میں اضافہ اور دیہی آبادیوں کی شہر کی طرف منتقلی کی وجہ سے شہر پھیلتے جارہے ہیں اور بعض شہر تو ایسے ہیں کہ اس کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کا فاصلہ سو کیلو میٹر سے بھی تجاوز کرگیا ہے، شریعت میں سفر کی بنیاد پر بعض سہولتیں دی گئی ہیں، ان میں سے بعض سہولتیں مطلق سفر سے متعلق ہیں اور بعض کا تعلق ایک خاص مسافت کے سفر سے ہے، ان ہی سہولتوں میں نماز میں قصر اور روزہ نہ رکھنے کا حکم بھی شامل ہے، یہ مسافت علماء ہند کے مشہور نقطہ نظر کے مطابق ۴۸ میل کی ہے، اس بات پر بھی تقریباً اتفاق ہے کہ ان سہولتوں کا فائدہ عملاً شہر کی آبادی اور شہر کے متعلقات سے باہر نکلنے کے بعد ہی اٹھایا جاسکتا ہے، اس پس منظر میں یہ بات اہمیت اختیار کرگئی ہے کہ:

الف- اگر ایک شخص اپنے گھر سے ۴۸ میل کا راستہ طے کرلے، لیکن ابھی وہ ہوشہر میں ہی، شہر کی حدود سے باہر نکلنے کی نوبت نہیں آئی ہو، اور اس سے آگے جانے کا ارادہ بھی نہ ہو، تو کیا اس پر مسافر کے احکام جاری ہوں گے اور وہ نماز میں قصر کرے گا؟

ب- اگر وہ ایسے مقام کا سفر کررہا ہو جو شہر کی انتہائی حدود سے تو ۴۸ میل کے فاصلہ پر نہیں ہو، لیکن اس کے گھر کے پاس سے ۴۸ میل یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہو تو وہ قصر کرے گا یا اتمام؟

یہ سوالات اس لئے خاص طور پر اہمیت کے حامل ہیں کہ حنفیہ اور بعض اور فقہاء کے نزدیک مسافر کے لئے قصر کا حکم بطور عزیمت کے ہے نہ کہ بطور رخصت کے، اور قصر واجب ہے نہ کہ محض جائز۔

☆☆☆

سوالنامہ

وطن اصلی سے تعلق باقی رکھتے ہوئے کسی اور مقام پر مستقل قیام کی صورت میں قصر واتمام کا حکم

کھانے پینے کی طرح رہائش بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اس لئے انسان عموماً اپنی رہائش کے لئے مکان تعمیر کرتا ہے، اس میں اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہتا ہے، اور انسان جہاں رہتا ہے اس جگہ اور اس آبادی سے اسے ایک انس سا ہوجاتا ہے، جسے انسان اپنا وطن قرار دیتا ہے، انسان کے لئے وطن اور مستقل قیام گاہ جس قدر ضروری ہے، تقریباً اتنا ہی ضروری سفر اور نقل وحرکت بھی ہے، کیونکہ اس کی بہت سی ضروریات دوسرے مقامات سے متعلق ہوتی ہیں، اسی پس منظر میں شریعت اسلامی میں قیام اور سفر کے الگ الگ احکام مقرر کئے گئے ہیں اور فقہاء نے قرآن وحدیث کو سامنے رکھتے ہوئے انسان کی جائے رہائش کی درجہ بندی کی ہے، اور اسے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک: وطن اصلی، جو آدمی کی اصل قیام گاہ ہوتی ہے، البتہ اس کی تفصیل میں اختلاف پایا جاتا ہے، دوسرے: وطن اقامت، جس میں انسان کا قیام حنفیہ کے اقوال پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ کا ہو، اس مدت کے سلسلہ میں فقہاء کی رائیں مختلف ہیں، تیسرے: وطن اقامت کی مدت سے کم کا قیام، یہ قیام بھی سفر ہی کے حکم میں ہے، وطن اصلی اور وطن اقامت کے درمیان بھی بعض احکام میں اختلاف ہے، لیکن نماز میں اتمام اور قصر کے لحاظ سے دونوں کا حکم یکساں ہے، یعنی وطن اصلی میں بھی اتمام کیا جائے گا اور وطن اقامت میں بھی۔

اس دور میں کسب معاش کے ذرائع کی وسعت کی وجہ سے ایک نئی صورت حال یہ پیدا ہوئی ہے کہ بہت سے لوگ ملازمت وغیرہ کے لئے اپنے وطن اصلی سے تعلق باقی رکھتے ہوئے کسی اور جگہ اقامت اختیار کرلیتے ہیں اور ان کا سال کا زیادہ تر حصہ اسی مقام پر گذرتا ہے، عید، بقرعید یا طویل تعطیلات میں وہ اپنے وطن اصلی کی طرف جاتے ہیں پھر لوٹ آتے ہیں، زندگی کے اسباب بھی اسی دوسری جائے قیام میں بتدریج مہیا ہوجاتی ہیں، بلکہ بعض اوقات وطن اصلی سے زیادہ رہائشی سہولتیں یہاں میسر ہوتی ہیں، بعض لوگ یہیں مکان بھی بنالیتے ہیں، بعض حضرات کرایہ کے مکان پر اکتفا کرتے ہیں، کچھ لوگ اہل وعیال کو چھوڑ کر تنہا مقیم ہوتے ہیں اور کچھ لوگ اہل وعیال کے ساتھ یہاں قیام پذیر ہوتے ہیں، اس پس منظر میں چند سوالات آپ کی خدمت میں پیش ہیں:

۱- مذکورہ جائے قیام کی حیثیت اگر وہاں مکان بنالیا جائے تو وطن اصلی کی ہوگی یا نہیں اور کیا وطن اصلی میں تعدد ہوسکتا ہے؟

۲- جن لوگوں نے مکان نہیں بنایا ہے، کرایہ کے مکان میں ہیں یا ادارہ وکمپنی کی طرف سے دیئے گئے مکان میں ہوں اور اہل وعیال کے ساتھ رہتے ہوں، کیا ان کے حق میں یہ جگہ وطن اصلی کی طرح شمار کی جائے گی، اگر ایسے لوگ کسی سفر کے بعد چند دن یہاں قیام کرکے دوبارہ سفر کا ارادہ رکھتے ہوں، تو انہیں قصر کرنا چاہئے یا اتمام؟

۳- اگر اس جائے قیام میں کوئی آدمی تنہا رہ رہا ہو، بال بچے ساتھ نہ ہوں اور مکان ذاتی نہیں ہو تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

☆☆☆

تجاویز:

سترہواں فقہی سمینار

۲۸-۳۰/ربیع الاول ۱۴۲۹ھ مطابق ۵-۷/اپریل ۲۰۰۸ء، دارالعلوم شیخ علی متقیؒ، برہان پور، ایم پی

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا (قائم شدہ ۱۹۸۹ء) کا سترہواں فقہی سمینار ہندوستان کی وسطی ریاست مدھیہ پردیش کے تاریخی شہر برہانپور کی ممتاز دینی درس گاہ دارالعلوم شیخ علی متقیؒ میں منعقد ہوا، اس سمینار میں تقریباً چارسوار باب افتاء اور بعض ماہرین نے شرکت کی، جہاں کشمیر سے لے کر آسام اور کیرالا تک ہر علاقہ کی نمائندگی رہی، وہیں ہندوستان کی تمام اہم دینی درسگاہوں اور مکاتب فکر کے علماء نے بھی شرکت فرمائی، خلیجی ریاست قطر کے علاوہ ایران سے بھی فقہاء کے وفود نے شرکت کی، یہ سمینار ۵-۷/ اپریل ۲۰۰۸ء منعقد ہوا، جس میں مجموعی طور پر آٹھ نشستیں ہوئیں، اس سمینار میں ماحولیات کے تحفظ، تعلیم گاہوں میں جنسی تعلیم، روزہ میں بعض جدید طریقۂ علاج اور سفر سے متعلق بعض احکام پر بحث ہوئی، ایک مسئلہ میں اختلاف رائے کے ساتھ اور بقیہ مسائل میں متفقہ طور پر فیصلے ہوئے، جو حسب ذیل ہیں:

ماحولیات کا تحفظ:

اللہ تعالی نے انسان کو جس دنیا میں پیدا کیا ہے، اس میں اس کی راحت وسکون کے اسباب بھی پیدا فرمائے ہیں، ان میں بعض ایسی چیزیں ہیں جو آلودگی کا سبب بنتی ہیں، لیکن رب کائنات نے اسی دنیا میں ایسے وسائل بھی پیدا فرمادیئے ہیں جو آلودگیوں کو تحلیل کرتے رہتے ہیں، انسان کو ان کے مضر اثرات سے بچاتے ہیں، اور جو چیزیں آلودگی کا سبب بنتی ہیں وہی تحلیل ہونے کے بعد کائنات کے فطری نظام میں تقویت اور بہتری کا باعث بن جاتی ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صنعتی انقلاب نے جہاں انسانیت کو بہت سے مفید وراحت بخش وسائل زندگی فراہم کئے ہیں، وہیں ان کی وجہ سے فضائی، آبی اور صوتی آلودگیوں میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے، موسموں کا توازن متاثر ہوا ہے، طرح طرح کی بیماریاں جنم لے رہی ہیں، اور سائنس دانوں کا خیال ہے کہ اگر اس پر قابو نہیں پایا گیا تو اس کے نتائج انسانیت کے لئے نہایت تکلیف دہ اور ہلاکت خیز ہوں گے، ان آلودگیوں کو جذب کرنے کے وسائل کی بھی سائنس نے رہنمائی کی ہے، لیکن کم سے کم اخراجات کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی غرض سے صنعت کاران کا استعمال نہیں کررہے ہیں، جو غیر اسلامی اور غیر انسانی طرز عمل ہے، اس پس منظر میں حسب ذیل تجویزیں منظور کی جاتی ہیں:

۱- صنعت کاروں پر واجب ہے کہ اگر ایسی صنعتیں قائم کریں جو آلودگی پیدا کرتی ہوں، تو ایسے وسائل بھی استعمال کریں جو ان آلودگیوں کو تحلیل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں، تاکہ ماحول کو اور ماحول کے واسطے سے دوسرے انسانوں کو اس کا نقصان نہیں پہنچے۔

۲- ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ملک میں آنا بعض جہتوں سے یقیناً مفید ہے، کہ اس سے مارکیٹ میں مسابقت پیدا ہوتی ہے اور صارفین کو معیاری اشیاء فراہم ہوتی ہیں، لیکن یہ صنعتیں اپنے ساتھ صنعتی فضلوں کا انبار اور مختلف نوع کی آلودگیاں بھی ساتھ لارہی ہیں، اس لئے سمینار حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملکی کمپنیاں ہوں یا غیر ملکی ان کے لئے ایسے قوانین بنائے جائیں اور ان پر عمل کا پابند کیا جائے جو

ماحول کے تحفظ میں معاون ہوں اور مضر اثرات سے بچاتے ہوں۔

۳- اس وقت ماحولیاتی آلودگی کے سبب جن خطرات سے دنیا دوچار ہے، یہ زیادہ تر ترقی یافتہ ممالک کی دَین ہے، ان ممالک نے زیادہ سے زیادہ نفع کمانے اور سستی سے سستی پیداوار حاصل کرنے کی غرض سے صنعتوں کو ماحول دوست بنانے پر توجہ نہیں دی، اور آلودگیوں کو تحلیل کرنے کے وسائل اختیار نہیں کئے، یہاں تک کہ اب جب کہ آلودگی کا مسئلہ ایک بھیانک صورت اختیار کر چکا ہے، وہ اس کے اثرات کو دور کرنے کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داریاں قبول کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ سمینار مطالبہ کرتا ہے کہ وہ انسانیت کے تئیں اپنے رویہ کو درست کریں اور حکومت ہند سے اپیل کرتا ہے کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت اور ایک اہم عالمی طاقت ہونے کی حیثیت سے اس سلسلہ میں ترقی یافتہ ممالک کو ان کی ذمہ داریوں کا پابند کرنے کی کوشش کرے۔

۴- تمام ابناء وطن کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کا اہتمام کریں، ایسی چیزیں جو آبادی میں آلودگی پیدا کرنے والی ہیں اور دوسروں کو تکلیف پہنچانے والی ہیں، جیسے راستوں اور آبادیوں کے درمیان قضاء حاجت، گھر سے باہر کھلی ہوئی نالیاں نکالنا، صاف جمع شدہ پانی میں گندگیوں کا اخراج، آبادی کے درمیان بھٹی اور چمنیاں قائم کرنا، گاڑیوں میں کراسن تیل کا استعمال، بے جا طریقہ پر لاؤڈ اسپیکر کا استعمال وغیرہ، ان سے احتراز کریں، تاکہ سماج خطرناک بیماریوں اور دوسرے نقصانات سے محفوظ رہے۔

تعلیم گاہوں میں جنسی تعلیم:

انسانی زندگی میں مختلف مراحل پیش آتے ہیں، زندگی کا ایک اہم مرحلہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب لڑکے اور لڑکیاں بلوغ کی منزل میں قدم رکھتے ہیں، بالغ ہونے کے بعد انسان سے جو ضروریات اور تقاضے متعلق ہوتے ہیں وہ فطری ہیں، اور اس لئے عام طور پر اس سلسلہ میں مستقل تعلیم کی ضرورت نہیں پڑتی، بلکہ قبل از وقت بلوغ اور اس کے بعد ہونے والی تبدیلیوں اور ان تبدیلیوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی ضرورتوں کا ادراک انسان کو بے راہ روی کی طرف لے جاتا ہے؛ اس لئے حکومت ہند تعلیم گاہوں میں جنسی تعلیم سے متعلق جو منصوبہ بنا رہی ہے، سمینار اسے نہایت تشویش کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سمینار کا احساس ہے کہ:

۱- پرائمری اور مڈل سطح سے طلبہ اور طالبات کو جنسی تعلیم دینا اور انہیں صنفی اعضاء کے وظائف کے بارے میں بتانا دراصل مغربی ایجنڈہ ہے جسے حکومت ہند نے قبول کر لیا ہے، یہ نہ صرف اسلامی تعلیمات کے مغائر ہے، بلکہ خود ہندوملکی روایات اور مشرقی اقدار کے بھی خلاف ہے اور حکومت کو ایسی باتوں سے مکمل طور پر باز رہنا چاہئے، ورنہ اس کے اخلاقی اثرات نہایت نامناسب ہوں گے۔

۲- درحقیقت ضرورت اخلاقی تعلیم و تربیت کی ہے، جو نوجوانوں کو غیر قانونی روابط اور جنسی انحراف سے بچائے، ایڈز اور اس جیسی بیماریوں سے بچانے کا صحیح طریقہ اخلاقی تعلیم اور غیر شرعی تعلق سے مردوں اور عورتوں کو بچانا ہے، نہ کہ غیر قانونی تعلیمات کو محفوظ طریقہ پر انجام دینا، یہ تو گناہ اور بُرائی کی دعوت ہے، جو اسلامی نقطۂ نظر سے قطعاً جائز نہیں، نیز یہ سماج کے لئے اخلاق اور صحت دونوں ہی اعتبار سے تباہ کن ہے۔

۳- سمینار حکومت ہند سے مطالبہ کرتا ہے کہ تعلیم گاہوں میں جنسی تعلیم کے منصوبہ کو بلا تاخیر واپس لے لے، ہاں، اس کے بجائے اخلاقی تعلیم کے مواد کو شامل کیا جاسکتا ہے، جو تمام مذاہب کی مشترکہ و مسلّمہ اخلاقی اقدار پر اس طرح مشتمل ہو کہ نصاب پر کسی ایک مذہب

کی چھاپ محسوس نہ ہو۔

روزہ میں جدید طریقۂ علاج کا استعمال:

۱- امراض قلب سے متعلق جو دوا زبان کے نیچے رکھی جاتی ہے، اگر روزہ کی حالت میں اس کا استعمال کیا جائے اور اس کے اجزاء یا اس دواء کے ملے ہوئے لعاب کو نگلنے سے مکمل طور پر بچا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

۲- تنفس وغیرہ کے مرض میں انہیلر کے استعمال سے روزہ فاسد ہوجائے گا۔

۳- جو دوا بھاپ کی شکل میں منہ یا ناک کے ذریعہ کھینچی جائے، خواہ مشین کے ذریعہ کھینچی جاتی ہو یا کسی اور طریقے سے، ان سے روزہ فاسد ہوجائے گا۔

۴- انجکشن کے ذریعہ جو دوا رگوں یا گوشت میں پہنچائی جاتی ہے، خواہ اس سے محض دوا کی ضرورت پوری کی جائے یا غذا کی، روزہ اس سے نہیں ٹوٹتا ہے، البتہ روزہ کی حالت میں غذائی ضرورت کی تکمیل اور تقویت کے لئے بلاضرورت انجکشن لینا مکروہ ہے۔

۵- گلوکوز چڑھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ چوں کہ یہ ایک درجہ میں انسان کی غذائی ضرورت کو بھی پوری کرتا ہے، اس لئے بلا عذر گلوکوز چڑھانا مکروہ ہے۔

۶- (الف) اگر روزہ کی حالت میں موضع حقنہ (فضلات کے اخراج کی نالی کا آخری حصہ، جہاں سے بڑی آنت شروع ہوتی ہے)، تک اگر دوا پہنچادی جائے تو اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا، خواہ دوا سیال ہو یا جامد۔

(ب) بواسیری مسّوں پر دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، تاہم بلاضرورت شدیدہ روزہ میں اس کا استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

(ج) امراض معدہ کی تحقیق کے لئے پیچھے کے راستہ سے محض آلہ داخل کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر اس آلہ میں کوئی دوا یا تر چیز لگائی گئی ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۷-(الف): عورت کی شرمگاہ کے باہری حصہ میں دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، لیکن اندر کے حصہ میں دوا رکھنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(ب): مرد کی شرمگاہ میں دوا یا نلکی ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

(ج): مرض کی تحقیق کے لئے رحم تک آلات پہنچائے جائیں اور ان آلات پر دوا یا کوئی اور شیٔ لگائی گئی ہو، تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسافت سفر کا آغاز:

۱- جو آدمی اپنے گھر سے اپنے شہر کے اندر ہی کسی مقام پر جانے کے لئے نکلے تو خواہ وہ کتنی ہی لمبی مسافت طے کرے، اگر اس کا ارادہ شہر کے اندر ہی اندر رہنے کا ہے، تو وہ شرعاً مسافر شمار نہیں کیا جائے گا اور اس کے لئے سفر کی وہ رخصتیں نہیں ہوں گی، جو مسافت شرعی کے سفر سے متعلق ہیں۔

۲- جو آدمی اپنی آبادی و شہر سے باہر سفر کے ارادہ سے نکلے، وہی شرعاً نماز میں قصر اور رمضان المبارک میں روزہ توڑنے کی اجازت کے مسئلہ میں مسافر ہوگا۔

۳- چھوٹے شہروں میں مسافت شرعی کا حساب اس جگہ سے ہوگا، جہاں شہر ختم ہوا ہے، یعنی شہر ختم ہونے کے بعد ۴۸ میل کا سفر کیا جائے تبھی وہ مسافر ہوگا۔

۴- بڑے شہروں میں ---جن کی آبادی میلوں تک پھیل گئی ہے ---مسافت شرعی کا شمار کس مقام سے ہوگا؟ اس میں دو نقاط نظر ہیں ، زیادہ حضرات کی رائے ہے کہ جہاں شہر ختم ہوتا ہے، وہیں سے ۴۸ میل کی مسافت شمار کی جائے گی، دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ جس محلّہ سے سفر شروع ہوا ہے، وہیں سے مسافت کا شمار ہوگا، البتہ اس پر سبھوں کا اتفاق ہے کہ نماز میں قصر کا حکم شہر سے باہر نکلنے کے بعد ہی شروع ہوگا اور اس طرح واپس ہوتے وقت شہر میں داخل ہونے سے پہلے پہلے تک ہی قصر کرنا درست ہوگا۔

جائے ملازمت کا حکم:

۱- جائے ملازمت وتجارت میں طویل اقامت کے ساتھ ذاتی مکان بھی بنالینا دائمی قیام کی نیت پر دلالت کرتا ہے؛ اس لئے مذکورہ جگہ وطن اصلی شمار کی جائے گی؛ کیوں کہ وطن اصلی میں تعدد ہوسکتا ہے؛ اس لئے وہاں چار رکعت والی نماز پوری کی جائے گی۔

۲- جائے ملازمت وتجارت میں ذاتی مکان تو نہیں بنایا، بلکہ کرایہ کے مکان یا ادارہ و کمپنی کے فراہم کردہ مکان میں اہل وعیال کے ساتھ مستقل قیام کی نیت سے رہائش پذیر ہے تو اس جگہ کو وطن اصلی کا حکم حاصل ہوگا اور وہاں ہر حال میں اتمام کرے گا۔

☆☆☆